خطبہ جمعہ

کوئی پہلو ایسا نہیں جس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دعائیں نہ کی ہوں

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پر معارف دعاؤں کا دلنشیں تذکرہ

ان دعاؤں کی قبولیت کا راز کلمۂ توحید میں ہے

دعاؤں کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ پھر اللہ ساری مشکلات کو آسان کر دے گا۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۵؍ مئی ۲۰۰۰ء بمطابق ۵؍ ہجرت ۱۳۷۹ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم۔

الحمدلله رب العٰلمين۔ الرحمٰن الرحيم۔ مٰلك يوم الدين۔ إياك نعبد و إياك نستعين۔

اهدنا الصراط المستقيم۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿هُوَ الْحَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾.

(سورة المومن آیت ٦٦)

وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس اُسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے اُسے پکارو۔ کامل تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اپنی دعاؤں کا جو تذکرہ چل رہا تھا آج کے خطبہ میں بھی وہی جاری رہے گا۔ حیرت ہوتی ہے کہ کس قدر دعائیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے اور اپنی امت کے لئے قیامت تک کے لئے مانگی ہیں، ذہن میں کوئی پہلو بھی ایسا تشنہ نہیں رہتا جس کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دعا نہ کی ہو۔ میں تو حیرت سے دیکھتا ہوں جب ایک خطبہ میں دعاؤں کا سلسلہ پڑھتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ اب یہ سلسلہ ختم ہو گا لیکن اگلے خطبہ میں پھر حضور اکرمؐ ہی کی دعاؤں کا ذکر چلتا ہے۔ تو جہاں تک یہ چلتا ہے چلتا رہے۔ ان دعاؤں کا یاد رکھنا سب کے لئے مشکل ہے اس کا میں علاج پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ اگر کچھ بھی یاد نہ ہو تو یہ دعا کیا کرو کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے، تیرے بندے نے جو بھی دعائیں مانگیں اپنے لئے یا سب کے لئے وہ ساری ہمارے حق میں پوری فرما دے۔ مگر کوشش بہر حال یہی ہونی چاہئے کہ کچھ نہ کچھ حصہ حضور اکرمؐ کی دعاؤں کا کچھ یہاں سے، کچھ وہاں سے یاد ضرور کر لیا جائے۔

پہلی روایت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بخاری سے ہے وہ کہتے ہیں گویا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسلام میں سے ایک نبی کا واقعہ فرماتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ یعنی یوں لگتا ہے کہ میری آنکھوں کے سامنے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء میں سے ایک نبی کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ اس نبی کو اس قوم نے اس قدر مارا کہ اس کو خون آلودہ کر دیا۔ وہ اپنے چہرے سے خون کو پونچھے جا رہے تھے اور یہ دعا کرتے جا رہے تھے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ اے میرے اللہ میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ جانتے نہیں۔ اے اللہ میری قوم کو بخش دے کیونکہ یہ جانتے نہیں۔

(بخاری كتاب احاديث الانبياء)

ایک دوسری روایت میں یہ بھی ذکر ہے اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ اے اللہ میری قوم کو ہدایت عطا کر دے کیونکہ یہ جانتے نہیں۔ اب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی عظیم الشان سیرت ہے، انکساری ہے کہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے یہ نہیں فرماتے کہ میں نے ایسا کیا تھا، یہ فرما رہے ہیں ایک نبی کا واقعہ ہے کہ ایک نبی نے ایسا کیا تھا، جو ادا ہے اتنی پیاری ہے کہ اس پر جان نچھاور کرنے کو دل چاہتا ہے۔

ایک دوسری روایت ترمذی کتاب تفسیر القرآن سے لی گئی ہے۔ سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ احد کے روز حضورؐ نے یہ دعا کی تھی: اے اللہ! ابوسفیان پر لعنت کر، اے اللہ! حارث بن ھشام پر لعنت کر، اے اللہ! صفوان بن امیہ پر لعنت کر۔

اس دن جو بڑے بڑے دین کے دشمن تھے ان کے نام لے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائیں کی تھیں اور اکثر انہی دعاؤں کے نتیجہ میں مارے گئے۔ مگر کچھ بچ بھی گئے۔ یہ کیا وجہ تھی؟ راوی کہتے ہیں کہ جب آپ یہ دعا کر رہے تھے ان تینوں کے متعلق تو اس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی "تیرا کچھ بھی اختیار نہیں اللہ خواہ ان پر توبہ قبول کرتے ہوئے جھک جائے یا انہیں عذاب دے"۔ چنانچہ اشارہ اس طرف تھا کہ تیری دعائیں تو میں قبول کرتا ہوں کسی کی ہدایت پر تیرا کوئی اختیار نہیں ہے اس لئے میں فیصلہ کرتا ہوں اور بعینہ یہی واقعہ ہوا کہ یہ تینوں اس جنگ میں بچ بھی گئے اور پھر مسلمان بھی ہو گئے۔

ایک اور روایت حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ یہ بخاری کتاب المناقب سے لی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے جبکہ ہم خندق کھود رہے تھے اور اپنے کندھوں پر اٹھا کر مٹی منتقل کر رہے تھے۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا اے اللہ، آخرت کی زندگی کے سوا کوئی زندگی نہیں پس تو مہاجرین اور انصار کو بخش دے۔

پھر بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء سے یہ حدیث مروی ہے۔ ابن ابی خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن ابی عوفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احزاب پر آنے والے احزاب کے بارہ میں بددعا کی اور کہا: اے اللہ جو کتاب کو نازل کرنے والا ہے، حساب لینے میں تیز رفتار ہے احزاب کو شکست دے دے۔ ان کو شکست بھی دے اور ان پر زلزلہ برپا کر دے۔ (بخاری كتاب الدعوات باب الدعاء على المشركين)

چنانچہ یہ دعا بھی وہی ہے جو بعینہ اسی طرح پوری ہوئی۔ حساب لینے میں تیز رفتار ہے کو اسی طرح خدا نے قبول فرمایا کہ بہت تیز رفتار آندھی ان پر چلا دی اور سارے کفار کے کیمپ میں ایک زلزلہ برپا ہو گیا۔ اتنی افراتفری پڑی کہ لوگ اپنی اونٹنیوں پر چڑھ کر ان کو کھولنا بھول گئے۔ کیلوں سے اسی طرح بھگانے کی کوشش کی حالانکہ وہ اونٹنیاں بندھی ہوئی تھیں اور اس پر ان کو قتل کرنا پڑا یا چھلانگیں مار مار کر پیدل دوڑنا پڑا۔ تو ایک زلزلہ برپا ہو گیا تھا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا بعینہ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔

سنن ترمذی میں عَبِيْدَةُ السَّلْمَانِي بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو بتایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احزاب کے روز یہ دعا کی تھی: اے اللہ! ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے جیسے انہوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ سے باز رکھا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔

(سنن الترمذی كتاب تفسير القرآن)

اب یہ بھی دیکھئے حضورؐ کی سیرت کا کتنا عظیم الشان واقعہ ہے کہ جو خطرناک دعا ہے اور بہت ہی دردناک اور المناک دعا ہے کہ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے یہ کس بنا پر، ان کے حملے کی بنا پر نہیں بلکہ اس کی وجہ سے نماز عصر وقت پر ادا نہیں ہو سکی تھی اور اس کو پھر سورج غروب ہونے کے بعد مغرب سے پہلے پڑھنا پڑا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کا اتنا خیال تھا کہ جو وجہ نماز میں روک بنتی تھی اس وجہ کو دور کرنے کے لئے آپ نے یہ دعا کی یعنی ان کفار کو ہی خاکستر کر دے جنہوں نے ہماری نمازوں میں روک بن کر ہمیں اتنا دکھ دیا۔

ایک روایت مسند احمد بن حنبل سے حضرت ابن عباس کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو قافلے کسی مہم پر بھیجا کرتے تھے ان کو جو دعائیں دیا کرتے تھے یہ ان کے تسلسل میں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی

اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ ایک فوجی مہم میں بھیجے جانے والے صحابہ کو الوداع کہنے کے لئے ان کے ساتھ بقیع الغرقد تک گئے۔ ان کو رخصت کیا۔ ان کے لئے یوں دعا کی: اللہ کے نام پر روانہ ہو۔ نیز فرمایا اے اللہ! تو ان کی مدد کر یعنی ان لوگوں کی جنہیں آپ نے کعب بن اشرف کی طرف شرارتوں کا قلع قمع کرنے کے لئے بھجوایا تھا۔ کعب بن اشرف نے جو ہر جگہ آگ لگا رکھی تھی یہ وہ لوگ تھے جن کو ان شرارتوں کے دفع کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ تو تفصیل ساتھ یہ بیان فرمائی کہ ان لوگوں کی مدد فرما۔ صرف اتنا ہے کہ اللہ کے نام پر میں تمہیں روانہ کرتا ہوں۔ اس میں سب کچھ آجاتا ہے۔ "اللہ کے نام پر روانہ کرتا ہوں" اللہ ان کے آگے پیچھے، اوپر نیچے ہر طرف سے محافظ ہوا اور ان کی غیر معمولی نصرت فرمائی۔

پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دشمن کے حملہ آور ہونے پر یہ دعا کیا کرتے تھے۔ یہ مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ مجھے ربیح بن ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے بتایا کہ ابو سعید خدری بیان کرتے تھے ہم نے جنگ خندق کے روز آنحضرت ﷺ کے حضور عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ ہمیں کوئی دعا بتائیں گے جو ہم کریں۔ اب تو حال یہ ہے کہ دل حلق میں آچکے ہیں۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا ہاں دعا کرو اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا۔ اے اللہ! ہمارے عیب ڈھانک دے اور ہمارے اندیشوں کو امن میں تبدیل فرمادے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ اس دعا کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے تیز آندھی کے ساتھ اپنے دشمنوں کے منہ پر تھپیڑے مارے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ہوا کے ساتھ شکست دے دی۔

سفر کے موقع پر دعا۔ سفر شروع کرتے وقت۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر کو جانے کا ارادہ فرماتے تو دعا کرتے! اے اللہ سفر میں تو ہی ہمارا ساتھی ہے اور ہماری غیر موجودگی میں ہمارا خیال رکھنے والا یعنی ہمارا خلیفہ ہے۔

تو اللہ کا خلیفہ دعا کر رہا تھا کہ اللہ ہمارے بعد خلیفہ ہو۔ مطلب یہ ہے کہ ہمارے پیچھے نگران ہو۔ تو خلیفہ کا معنی وہ نہیں ہے جیسے اللہ کا خلیفہ ہوا کرتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ جو پیچھے ہم چھوڑ کے جارہے ہیں جو ہماری ساری باتوں کا نگران ہوگا۔

"اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس امر سے کہ سفر میں ہم کوئی تنگی دیکھیں اور واپسی کے وقت کوئی غم دیکھیں"۔ پس یہ دعا بھی چھوٹی سے ہے جسے سب کو اپنانا چاہئے اور سفر شروع کرتے وقت یہ دعا ضرور پڑھنی چاہئے کہ "اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس امر سے کہ سفر میں ہم کوئی تنگی دیکھیں اور واپسی کے وقت کوئی غم دیکھیں۔ اے اللہ زمین کو ہمارے لئے تہہ فرمادے اور سفر کو آسان کردے"۔ زمین کو تہہ فرمادے سے مطلب ہے کہ منزلیں چھوٹی لگیں۔ جو لمبا سفر ہے وہ چھوٹا نظر آئے اور سفر کی ہر تنگی ہم پر آسان کردے، سب سہولت عطا فرمادے۔ اور جب حضور سفر سے واپس لوٹنے لگتے تو فرماتے: "ہم لوٹنے والے ہیں توبہ کرتے ہوئے اور عبادت کرتے ہوئے اور اپنے رب کی حمد بیان کرتے ہوئے" اور جب اپنے گھر والوں کے ہاں داخل ہوتے تو کہتے: "ہم توبہ کرتے ہوئے اپنے رب کی طرف لوٹتے ہیں وہ ہم میں کوئی گناہ باقی نہ رکھے"۔

مسلم کتاب الحج سے یہ روایت لی گئی ہے۔ جریج کہتے ہیں کہ مجھے ابو زبیر نے بتایا کہ ان کو علی الاسدی نے بتایا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بتایا کہ آنحضور ﷺ جب سفر پر تشریف لے جانے کے لئے سواری پر بیٹھتے تو تین بار اللہ اکبر کہتے پھر یہ دعا پڑھتے "پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے لئے مسخر کردیا حالانکہ ہم اسے قابو میں نہیں لاسکتے تھے۔

یہ بھی چھوٹی سے دعا ہے جو خوب اچھی طرح یاد رکھنی چاہئے اور اس کو ہم نے سفروں سے پہلے کرنے کے نتیجہ میں بہت ہی مفید پایا ہے۔ حیرت انگیز خدا تعالیٰ کی طرف سے معجزے ظاہر ہوتے ہیں سفر کی کامیابی کے سلسلہ میں۔ مجھے یاد ہے ہمارے لطیف صاحب جو پائلٹ ہوا کرتے تھے وہ جب بھی جہاز پہ دشمن پر حملہ کرنے جایا کرتے تھے تو وہ یہ دعا ضرور پڑھا کرتے تھے سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلیٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اور انہوں نے مجھے بتایا کہ صرف ایک دفعہ یہ دعا پڑھنی بھول گیا تھا اور اسی میں میں دشمن کے قابو آگیا اور ایک لمبی قید کاٹنی پڑی۔ تو جب خدا دعا کی توفیق نہ دے تو پھر انسان کو کچھ بھی یاد نہیں رہتا۔ پس یہ بھی دعا کرنی چاہئے کہ وہ دعائیں جن کی ہمیں توفیق نہیں ملی اے اللہ ان پر بھی ہمارا نگران ہو، ہمارا نگہبان ہو۔

ابنِ جُرَیج کہتے ہیں کہ مجھے ابو زبیر نے بتایا کہ ان کو علی الازدی نے بتایا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بتایا کہ آنحضور ﷺ جب سفر پر تشریف لے جانے کے لئے سوار پر بیٹھتے تو جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے تین بار اللہ اکبر کہتے پھر دعا پڑھتے: "پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے لئے مسخر کردیا حالانکہ ہم اسے قابو میں نہیں لاسکتے تھے اور یقیناً ہم اپنے رب کی طرف ہی لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ! ہم اپنے سفر میں تجھ سے نیکی اور تقویٰ اور ایسے عمل کی توفیق مانگتے ہیں جس سے تو راضی ہو۔ اے اللہ! ہم پر ہمارا یہ سفر آسان کردے اور اس کی مسافت ہم پر مختصر کردے تو ہی سفر کا ساتھی اور اہل و عیال میں ہمارا جانشین ہے۔ اے اللہ! میں سفر کی مشقت اور برے منظر اور اہل و عیال اور مال میں بری حالت میں لوٹنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں"۔ اور جب سفر سے واپس آتے تو بھی یہی پڑھتے۔ نیز ان الفاظ کا اضافہ فرماتے: "ہم لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔ (مسلم کتاب الحج)

سفر کی ایک اور دعا حضرت صخر الغامِدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ یہ سنن الترمذی سے لی گئی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ میری امت کے لئے ان کی صبحوں میں برکت رکھ دے"۔ راوی کہتے ہیں کہ آنحضور ﷺ جب کوئی سریّہ روانہ فرماتے یا کوئی لشکر روانہ کرتے تو اسے دن کے پہلے حصہ میں روانہ فرمایا کرتے تھے۔ (سنن الترمذی کتاب البیوع)

یہ بھی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی بہادری کی ایک عظیم الشان مثال ہے کہ اکثر دشمن رات کو چھپ کر حملے کیا کرتے ہیں آپ صبح طلوع ہونے کے بعد حملہ کیا کرتے تھے اور جن کو بھیجتے تھے ان کو بھی یہی نصیحت کیا کرتے تھے کہ صبح کے وقت دشمن پہ حملہ کرو اور اس وقت دشمن تیار ہو جاتا تھا اور اس کے باوجود اللہ تعالیٰ ان کو فتح عطا فرمایا کرتا تھا۔

ایک روایت میں جمعرات کو سفر کرنے کی سنت کا پتہ چلتا ہے اور جمعرات کی صبح سفر کرنے والوں کے لئے دعا ہے۔ اصل میں جمعہ سے پہلے پہنچ کر اطمینان سے انسان کو اپنی ساری ضروریات سے فارغ ہو جانا چاہئے اور جمعہ کی تیاری کرنی چاہئے۔ سفر میں جمعہ اچھی بات نہیں سوائے اس کے کہ مجبوری ہو۔ تو آنحضور ﷺ جمعہ کے سفر کو پسند نہیں کرتے تھے۔ جمعرات ہی کے سفر کو پسند فرمایا کرتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعرات کے دن سفر کرنے والوں کے لئے اس طرح دعا فرمائی، "دعا کی"۔ جب یہ میں بار بار عرض کرچکا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بے انتہا عشق اور عزت کے باوجود حضورؐ کی دعا کے متعلق "دعا فرمائی" نہیں کہا کیونکہ آنحضور ﷺ خدا کے حضور عرض کیا کرتے تھے۔ خدا سے تو کوئی بھی کچھ فرما نہیں سکتا۔ تو یہاں ترجمہ کرنے والوں نے یہ لفظ "فرمائی" بے وجہ استعمال کیا ہوا ہے۔ جمعرات کے دن سفر کرنے والوں کے لئے اس طرح دعا کی: "اے اللہ! میری امت کے ان لوگوں کے سفر کو بابرکت فرما جو جمعرات کی صبح کو سفر پہ نکلیں"۔

الوداع کے موقع پر دعا۔ سنن ترمذی کتاب الدعوات میں یہ روایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میں سفر پر جانا چاہتا ہوں مجھے زادراہ عطا کیجئے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تمہیں زادراہ کے طور پر تقویٰ عطا فرمائے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ کچھ اور دعا بھی دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تمہارے گناہ بخش دے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ کچھ اور دعا بھی دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تجھے جہاں کہیں بھی تم ہو خیر میسر فرمائے۔

ایک روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابن ماجہ میں مروی ہے کہ آپ بیان

کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے الوداع کرتے ہوئے فرمایا"میں تجھے اللہ کے سپرد کرتا ہوں جس کے سپرد کردہ امانتیں ضائع نہیں ہوتیں"۔(سنن ابن ماجه ، کتاب الجهاد. باب تشييع الغزاة و وداعهم) بہت ہی کامل دعا ہے،اس اللہ کے سپرد کرتا ہوں جس کے سپرد کردہ امانتیں کبھی ضائع نہیں ہوتیں۔

اب ایک روایت ہے جو بہت لمبی ہے اور دعا کے طور پر بہت جامع ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور تعجب ہے کہ آپ کو یہ سب یاد کیسے رہی مگر صحابہ کو آنحضرت ﷺ کی نصیحتیں ازبر کرنے کا بے حد شوق تھا اور جب تک پوری طرح تسلی نہ پاتے تھے کوئی فرضی بات رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب نہیں کیا کرتے تھے۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہم پر احسان ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس لمبی نصیحت کو یاد رکھا اور لفظاً لفظاً ہم تک پہنچایا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات جب آنحضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے آپ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا:"اے اللہ! میں تیرے حضور سے رحمت چاہتا ہوں جس کے ذریعہ تو میرے دل کو ہدایت عطا فرمائے اور میرے بکھرے ہوئے معاملہ کو مجتمع کردے اور میری پراگندگی کو جمع کردے (یعنی دور کردے) اور میرے غائبانہ امور کی اصلاح فرمادے اور اس کے ذریعہ میری ذات کو رفع بخش دے۔ (یعنی ذات کو درجات کی بلندی عطا فرمائے) اور میرے عمل کو پاک فرمادے اور اور اس کے ذریعہ مجھے میری ہدایت الہام فرما۔ اور اس کے ذریعہ میری (اپنی ذات سے تعلق رکھنے والی) دوستیوں کو دور فرمادے"۔ جن کا تعلق اللہ کے حوالہ سے نہیں ہے بلکہ صرف اپنی ذات سے ہے یعنی حب فی اللہ ہونی چاہئے۔ اللہ کے حوالہ سے محبت ہونی چاہئے۔ "اور اس کے ذریعہ سے مجھے ہر برائی سے بچالے۔ اے اللہ مجھے ایسا ایمان اور یقین دے کہ جس کے بعد کوئی کفر نہ ہو اور ایسی رحمت عطا فرما کہ جس کے ذریعہ میں دین و دنیا میں تیری عزت حاصل کرنے کا شرف پاسکوں"۔ تیری عزت سے مراد جو تو نے عزت مجھے عطا کی وہ عزت مجھے پسند ہے، غیر اللہ کی عزت مجھے کوئی محبوب نہیں اس کی کوئی بھی قیمت میرے نزدیک نہیں۔ پس مجھے وہ عزت عطا کر جو تیری جناب سے نازل ہو۔ "اور شہداء کی سی مہمان نوازی اور سعادت مندوں جیسی زندگی اور دشمنوں کے خلاف نصرت مانگتا ہوں"۔

"شہداء کی سی مہمان نوازی" اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کی مہمان نوازی اور ان کے رزق دینے کا خود فیصلہ فرمایا ہے۔ سب کو خدا یہ رزق دیتا ہے مگر جن کے متعلق خصوصیت سے فرماتا ہے کہ میں ان کا مہمان نواز ہوں ان کا رزق اللہ ہی بہتر جانتا ہے کس شان اور مرتبہ کا ہوگا۔ تو آنحضورؐ اللہ تعالیٰ سے شہداء جیسی مہمان نوازی مانگتے تھے۔ "اور سعادت مندوں جیسی زندگی اور دشمنوں کے خلاف نصرت مانگتا ہوں"۔ اور حضور اکرم ﷺ سب شہیدوں کے بڑے شہید تھے۔ کوئی شہید کائنات میں ایسا پیدا نہیں ہوا جو آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر مرتبہ میں شہادت کے مقام کو پا چکا ہو مگر پھر بھی عجز کا یہ حال تھا کہ جانتے تھے سب کچھ دعاؤں کی برکت سے ہی ہے۔ پس دعا کیا کرتے تھے کہ مجھے شہیدوں جیسی مہمان نوازی اور سعادت مندی عطا فرما اور دشمنوں کے خلاف میں تجھ سے نصرت مانگتا ہوں۔

"اے اللہ میں اپنی حاجت تیرے سامنے بیان کرتا ہوں۔ اگرچہ میری رائے اور میرا عمل کمزور ہے"۔

حیرت انگیز ہے۔ سب آراء سے بڑھ کر قوی رائے آنحضور ﷺ کی ہوا کرتی تھی۔ سب اعمال سے بڑھ کر مضبوط عمل آنحضور ﷺ کا تھا۔ یہ انکساری کی حد ہے، "میری رائے اور میرا عمل کمزور ہے"۔ آپ کی رائے تو اتنی قوی تھی کہ جب مشورہ مانگا کرتے تھے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم محض اس لئے مشورہ مانگتے تھے کہ صحابہ کو تقویت ملے کہ ان سے بھی پوچھا گیا ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب فیصلہ کرے تو تو نے فیصلہ کرنا ہے اور جب تو فیصلہ کرے گا تو اللہ پر توکل کر پھر اللہ ضرور تیرے فیصلہ میں برکت ڈالے گا لیکن یہ طاقت آپؐ نے حاصل کہاں سے کی۔ ان دعاؤں ہی کے ذریعہ سے۔

"اگرچہ میری رائے اور میرا عمل کمزور ہے میں تیری رحمت کا محتاج ہوں۔ پس اے امور کا فیصلہ کرنے والے اور اے دلوں کو شفا دینے والے مجھے آگ کے عذاب سے بچا۔ (میرے اور آگ کے درمیان فاصلہ ڈال دے) جیسے تو نے سمندروں کے درمیان باہم فاصلہ ڈال دیا ہے نیز مجھے ہلاکت خیز پکار سے بچا اور قبروں کے فتنہ سے بچا۔ اے اللہ جس خیر کا تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی سے وعدہ کیا ہے یا وہ خیر جو تو اپنے بندوں میں سے کسی کو دینے والا ہے میری نظر اس تک پہنچنے سے قاصر رہی ہے اور میری خواہش اس تک نہیں پہنچ سکی اور میرا سوال بھی اس تک نہیں پہنچ سکا میں اس میں تیرے حضور اپنی رغبت کا اظہار کرتا ہوں اور اے ربّ العالمین! تیری رحمت کا واسطہ دے کر تجھ سے وہ مانگتا ہوں۔ اے حبل شدید اور امر رشید کے مالک رب! میں وعید کے دن تجھ سے امن اور ہمیشہ رہنے والے دن تجھ سے گواہی دینے والے مقربین اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں اور وعدہ وفا کرنے والوں کے ساتھ جنت مانگتا ہوں۔ یقیناً تو بہت رحیم اور محبت کرنے والا ہے اور تو جو چاہے کر سکتا ہے۔ اے اللہ! ہمیں ہدایت دینے والے اور ہدایت پانے والے بنا۔ گمراہ ہونے والے یا گمراہ کرنے والے نہ بنا۔ اپنے دوستوں کے لئے باعث سلامتی اور اپنے دشمنوں کا دشمن بنا۔ تیری محبت کی وجہ سے ہم ان سے محبت کرنے والے ہوں جو تجھ سے محبت کرتے ہیں۔ اور تیری خاطر عداوت کی وجہ سے تیرے دشمنوں سے دشمنی رکھنے والے ہوں"۔

یعنی اس لئے کہ جو دشمن تجھ سے عداوت کرتے ہیں ہم اپنی دشمنی کی وجہ سے نہیں بلکہ تیری دشمنی سے جو وہ کرتے ہیں ان سے دشمنی کرنے والے ہوں۔ "اے میرے خدا میری اس دعا کو قبول کر۔ اس دعا کو قبول کرنا تیرا ہی کام ہے۔ یہ ایک کوشش ہے اور توکل تجھ ہی پہ ہے۔ اے اللہ میرے دل میں نور پیدا فرما اور میری قبر میں بھی نور رکھ دے، میرے آگے بھی اور میرے پیچھے بھی اور میرے دائیں بھی اور میرے بائیں بھی نور رکھ دے، میرے اوپر بھی نور رکھ دے اور میرے نیچے بھی،، میرے کانوں میں بھی نور رکھ دے اور میری آنکھوں میں بھی، میرے بالوں میں نور عطا فرما اور میری جلد میں بھی نور عطا فرما۔ میرے گوشت میں بھی نور عطا فرما اور میرے خون میں بھی اور میری ہڈیوں میں بھی نور عطا فرما۔ اے اللہ! میرے نور کو عظیم تر کردے اور مجھے نور ہی نور عطا فرما..........۔

پاک ہے وہ جس نے بزرگی کا لباس پہن رکھا ہے اور اس (بزرگی) کی وجہ سے بہت معزز ہو گیا ہے۔ پاک ہے وہ جس کے بغیر کسی کو تسبیح زیبا نہیں۔ پاک ہے وہ جو فضل اور نعمتوں کا مالک ہے۔ پاک ہے وہ جو مجد اور بزرگی کا مالک ہے۔ پاک ہے وہ جو صاحبِ جلال واکرام ہے"۔(سنن ترمذی كتاب الدعوات)

اب یہ دعا ایسی عظیم الشان دعا ہے کہ اس میں حضور اکرم ﷺ نے کوئی پہلو بھی انسان کی ضرورتوں کا چھوڑا نہیں مگر اس کو شمار کر لیا۔ اور وہ سارے پہلو جو چھوڑے جا سکتے ہیں انسان سے، خیال بھی نہیں جا سکتا ان تک وہ بھی آنحضور ﷺ نے اس میں شامل کر لئے ہیں۔ کیونکہ اللہ بہتر جانتا ہے کسی کی ضرورتیں کیا ہیں، خیال کیا ہے، اس لئے جو دعا میں باتیں محیط نہ ہو سکیں اللہ تعالیٰ ہی سب چیزوں کا احاطہ کرنے والا ہے۔ پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے قیامت تک کے لئے وہ ساری دعائیں ہمارے لئے مانگیں جو ہمارا اوڑھنا بچھونا ہونی چاہئیں۔

پھر آنحضرت ﷺ بھوک سے خدا کی پناہ چاہتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:"اے اللہ! میں بھوک سے تیری پناہ چاہتا ہوں کیونکہ یہ بدترین لازمہ ہے"۔ آج دنیا میں بہت سے ممالک ہیں جو بھوک کا شکار ہیں اور احمدی اپنی توفیق کے مطابق جس حد تک کچھ ہو سکتا ہے کرتے ہیں اور کر رہے ہیں مگر حقیقت یہی ہے کہ ہمارا چارہ کچھ بھی نہیں سوائے دعا کے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ دنیا سے بھوک کی لعنت کو دور کردے اور ان لعنتوں کو دور کردے جن کی وجہ سے بھوک کی لعنت غریبوں کو پڑی ہوئی ہے۔ ان کو کوئی حس نہیں صرف حکومت کرنا ان کا کام ہے ان کو اس سے کیا پروا کہ کس طرح بھوک کے تڑپتے اور مرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے حضور آنحضورؐ کی یہ دعا مانگا کریں:"اے اللہ مَیں بھوک سے تیری پناہ چاہتا ہوں کیونکہ یہ بدترین لازمہ ہے اور مَیں خیانت کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں کیونکہ یہ بدترین رازدار ہے۔(سنن نسائی كتاب الاستعاذة)

اب بھوک کے ساتھ خیانت کا کیا تعلق ہوا۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر دنیا کے حکمران خیانت نہ کریں تو دنیا کو کبھی بھوک کی سزا نہ ملے۔ لازماً خیانت کے نتیجہ میں دنیا میں غربت اور بھوک پھیلی ہوئی ہے۔ سارے اپنے فرائض میں خیانت کرتے ہیں اور ہزار قسم کی خیانتیں کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں ساری دنیا پر بھوک کی آفت پڑی ہوئی ہے۔ تو یہ راز ہے کہ حضور نے بھوک سے پناہ مانگتے ہوئے ساتھ خیانت کے شر سے پناہ مانگی ہے کیونکہ یہ بدترین رازدار ہے۔ اب خیانت "بدترین رازدار" کس طرح ہو گئی۔ خیانت انسان چھپاتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ ظاہر نہ ہو اور اندر خیانت جانتی ہے نفس کو اور خائن کو۔ تو یہ ایسا رازدار ہے جو نہایت ہی بدترین رازدار ہے۔ پس دعا کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں خیانت جیسے بدترین رازدار سے بچائے۔

ایک روایت مسلم کتاب الذکر سے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لی گئی ہے اور حضور اکرم ﷺ کی دعاؤں میں سے ابن عمرؓ کے نزدیک یہ دعا بھی تھی کہ:"اے اللہ! میں تیری نعمت کے زائل ہونے سے، تیری طرف سے ملنے والی عافیت کے چھوڑ جانے سے، تیری ناراضگی کے اچانک وارد ہونے سے اور تیری جملہ ناپسندیدگیوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں"۔

کئی لوگ ہیں جن پر خدا کی طرف سے بڑی نعمتیں نازل ہوتی ہیں مگر وہ اپنی جہالت کی وجہ سے ان کو زائل کر دیتے ہیں، زائل ہونے دیتے ہیں۔ غلط سودے کرتے ہیں، غلط تجارتوں میں پڑتے

ہیں بلکہ ان کو تجارتوں کا سلیقہ ہی کوئی نہیں ہوتا۔ تو وہ نعمت جو خدا کی طرف سے ملتی ہے اسے بالکل زائل کر دیتے ہیں۔ بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ لاکھوں کروڑوں کی جائیداد عطا فرماتا ہے تو وہ آخر پر بھک منگے بن جاتے ہیں، کچھ بھی ان کے پاس باقی نہیں رہتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے تو نعمت دی مگر نعمت وصول کرنے والوں نے قدر نہ کی۔ پس ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا بطور خاص سکھائی تھی کہ "میں تیری نعمت کے زائل ہونے سے، تیری طرف سے ملنے والی عافیت کے چھوڑ جانے سے، تیری ناراضگی کے اچانک وارد ہونے سے اور تیری جملہ ناپسندیدگیوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں"۔

بعض دفعہ انسان کو پتہ نہیں چلتا کہ ناراضگی جمع ہو رہی ہے اور بعض دفعہ وہ اچانک پھٹ پڑتی ہے۔ اپنے شر میں پڑے رہتے ہیں اور بیہودگیوں میں مبتلا رہتے ہیں لیکن یہ نہیں جانتے کہ ایک دن یہ سب چیزیں اکٹھی ایک آتش فشاں پہاڑ کی طرح پھٹ جائیں گی جو اللہ کے حکم سے ہوگا۔ پس اچانک پھٹنے والے عذاب سے بچنے کے لئے بھی آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرتے تھے۔

ایک روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے مروی ہے۔ نبی ﷺ ان الفاظ میں دعا کیا کرتے تھے: "اے اللہ! میں آگ کے فتنے اور آگ کے عذاب اور امارت اور غربت کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں"۔ کیونکہ امارت کا بھی ایک شر ہے اور غربت کا بھی ایک شر ہے اللہ تعالیٰ دونوں شروں سے جماعت کو ہمیشہ محفوظ رکھے۔

ایک سنن ابی داؤد میں عن شَکَل بن حُمَید روایت ہے۔ شَکَل بن حُمَید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ! مجھے کچھ دعا سکھا دیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: "یہ دعا کیا کرو۔ "اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں اپنے کانوں کے شر سے، اپنی آنکھوں کے شر سے، اپنی زبان کے شر سے، اپنے دل کے شر سے اور اپنی شرمگاہ کے شر سے"۔ (سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ)

ایک روایت زِیاد بن عِلاقہ کی سنن ترمذی میں مروی ہے۔ زیاد بن علاقہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: "اے اللہ میں ناپسندیدہ اخلاق اور اعمال اور خواہشات سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔ (سنن ترمذی کتاب الدعوات)

ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت درج ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ سے پناہ طلب کرو فقر سے، قلت سے، ذلت سے اور اس سے کہ تو ظلم کرے یا تجھ پر ظلم کیا جاوے"۔ (سنن ابن ماجه كتاب الدعا ۔ باب ما تعوذ منه رسول الله ﷺ)

ایک روایت ابن ماجہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے ایک رات آنحضور ﷺ کو اپنے بستر پر موجود نہ پایا۔ میں نے آپ کو ٹٹولنا شروع کیا تو میرا ہاتھ آپؐ کے پاؤں کے تلووں سے جا ٹکرایا۔ اب یہ بات سوچ لینی چاہئے کہ یہ زمین کا بستر تھا چارپائی نہیں بچھی ہوئی تھی۔ زمین کے بستر پہ آپؓ نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں تو جو ٹٹولا تو ہاتھ آپ کے تلووں سے لگا۔ آپ سجدہ میں تھے، آپ کے پاؤں کھڑے تھے اور آپ یہ دعا کر رہے تھے: "اے اللہ میں تیری ناراضگی کی بجائے تیری رضا کا طالب ہوں، تیری گرفت کی بجائے تیرے درگزر کا طالب ہوں اور میں تجھ سے تیری پناہ کا طالب ہوں۔ میں تیری تعریف کا حق ادا نہیں کر سکتا تو ویسا ہی ہے جیسا کہ تو نے اپنی ثنا خود بیان کی ہے"۔ (سنن ابن ماجه كتاب الدعا ۔ باب ما تعوذ منه رسول الله ﷺ)

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت ترمذی کتاب الدعوات میں درج ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! میں نے رات کو آپ کی دعا سنی تھی اور اس میں سے جس قدر مجھ تک پہنچ سکی وہ یہ تھی کہ آپ کہہ رہے تھے: "اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرا گھر میرے لئے وسیع فرما دے اور جو کچھ تو نے مجھے رزق عطا فرمایا ہے اس میں برکت عطا فرما"۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تو کیا ان کلمات نے کوئی بات پیچھے چھوڑ دی ہے جو تو مجھ سے کچھ اور سننا چاہتا ہے۔

اب یہ بھی دیکھیں چھوٹی مگر بہت ہی جامع مانع دعا ہے۔ "میرے گناہ مجھے بخش دے، میرا گھر میرے لئے وسیع فرما دے اور جو کچھ تو نے مجھے رزق عطا فرمایا ہے اس میں برکت عطا فرما"۔ گھر وسیع فرما دے سے مراد صرف اپنا ذاتی گھر نہیں ہے بلکہ وَسِّعْ مَكَانَكَ کا الہام جس طرح ظاہر کرتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وہ گھر وسیع کیا گیا۔ غور کریں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت بڑے کنبہ کی پرورش کرنے والا پایا۔ عائل تھے اور اس کنبے کی نگہداشت آپ کے سپرد تھی اور ساری دنیا کے بنی نوع انسان۔ تو آپ کا مکان وسیع کر دیا اور اتنی وسعت عطا فرمائی کہ تمام دنیا پر محیط ہو گیا۔ یہ تو دعا سننے والے کو پوری سمجھ نہ آسکی کہ یہ کتنی عظیم الشان دعا ہے۔ اس نے جب پوچھا کہ یا رسول اللہ کچھ اور، تو آپ نے فرمایا کہ اس میں کچھ رہ گیا ہے باقی۔ ساری کائنات، سارا عالم تو اس کے احاطہ میں آچکا ہے کیا باقی رہ جاتا ہے۔ اور جو رزق عطا فرمایا ہے اس میں برکت دے۔

کوئی پہلو دعا کا باقی نہیں چھوڑا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے۔ شیطان اور موذی جانوروں سے پناہ کی دعا بھی سکھائی۔

بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب یزفون النسلان فی المشی میں یہ روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حسن اور حسین کو تعوذ سکھایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ تمہارے جدّامجد ابرہیم، اسمٰعیل اور اسحٰق کے لئے یہ تعوذ پڑھا کرتے تھے۔ اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ یعنی میں اللہ کے ہر لحاظ سے مکمل کلمات کے ذریعہ ہر شیطان، ہر موذی کیڑے مکوڑے اور ہر ملامت کرنے والی آنکھ سے پناہ چاہتا ہوں۔

پھر مسند احمد بن حنبل میں آنحضور ﷺ کی یہ روایت ہے مجھے سمجھ نہیں آئی کہ یہ کس کی روایت ہے صرف اتنا لکھا ہوا ہے قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مگر بہر حال یہ مسند احمد بن حنبل کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مصیبت زدہ کی دعا یہ ہے کہ: "اے اللہ! تیری رحمت کا امیدوار ہوں مجھے ایک لحہ کے لئے پلک جھپکنے کی مدت کے لئے بھی اپنے نفس کے سپرد نہ کر"۔ تو گویا مصیبتیں ساری اپنے نفس سے ہی عائد ہوتی ہیں۔ بعض مصیبتیں اچانک حادثات سے بھی پیدا ہو جاتی ہیں مگر اصل جو مصیبت ہے وہ ہے جو اپنے نفس کے شر سے ہو اس کا پھر کوئی علاج نہیں ہوا کرتا۔ تو آپؐ نے فرمایا یہ دعا کرو کہ پلک جھپکنے کی مدت کے لئے بھی اپنے نفس کے سپرد مجھے نہ کر۔ "اور میرے ہر معاملہ کی اصلاح فرما دے"۔ اس میں جو بیرونی مصیبتیں ہیں اس کا بھی حل آگیا ہر معاملہ کی اصلاح فرما دے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں"۔ (مسند احمد بن حنبل ۔ مسند البصريين)

ان دعاؤں کی قبولیت کا راز کلمۂ توحید ہی میں ہے۔ اگر یہ توکل رہے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں تو پھر سب دعائیں مقبول ہو سکتی ہیں۔ اگر توکل دوسروں پر ہو اور دعائیں خدا سے مانگی جائیں تو یہ محض اپنے نفس سے دھوکہ کرنا ہے۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو تین اقتباس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعاؤں ہی کے متعلق مَیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا ذکر بعد میں چلے گا اس وقت رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں کے متعلق دو تین اقتباسات آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔

"جو شخص دنیوی حکام کے بالمقابل شوخی کرتا ہے وہ بھی ذلیل کیا جاتا ہے پھر اس کا کیا حال ہوگا جو خدا تعالیٰ کے فرستادہ کے حکم کے ساتھ شوخی اور گستاخی سے پیش آتا ہے۔ آنحضرت ﷺ دعا کیا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ لَا تَكِلْنِي اِلَى نَفْسِي طُرْفَةَ عَيْنٍ۔ یا اللہ! مجھے ایک آنکھ جھپکنے تک بھی میرے نفس کے سپرد نہ کر"۔ (ملفوظات جلد چہارم ۔ جدید ایڈیشن صفحہ ۵۱۹)

پھر ملفوظات میں یہ روایت ہے کہ "مَیں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری چلاہٹ ایسی ہی اضطراری ہو تو وہ اس کے فضل اور رحمت کو جوش دلاتی ہے اور اس کو کھینچ لاتی ہے۔ مَیں اپنے تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ خدا کے فضل اور رحمت کو جو قبولیتِ دعا کی صورت میں آتا ہے میں نے اپنی طرف کھنچتے ہوئے محسوس کیا ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ دیکھا ہے۔ ہاں آج کل کے زمانہ کے تاریک دماغ فلاسفر اس کو محسوس نہ کر سکیں یا نہ دیکھ سکیں تو یہ صداقت دنیا سے اٹھ نہیں سکتی اور خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ میں قبولیت دعا کا نمونہ دکھانے کے لئے ہر وقت تیار ہوں"۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۹۰)

پھر آخری اقتباس الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۴ء سے لیا گیا ہے "قرآن شریف کے تیس سیپارے ہیں اور وہ سب کے سب نصائح سے لبریز ہیں لیکن ہر شخص نہیں جانتا کہ ان میں سے وہ نصیحت کونسی ہے جس پر اگر مضبوط ہو جاویں اور اس پر پورا عمل درآمد کریں تو قرآن کریم کے سارے احکام پر چلنے اور ساری منہیات سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ مگر مَیں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کلید اور قوت دعا ہے۔ دعا کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ میں یقین رکھتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ پھر اللہ تعالیٰ ساری مشکلات کو آسان کر دے گا" انشاء اللہ۔